محدود تصوّرِ مذہب
مذاہب عالم کی شہادت

سلطان احمد اصلاحی

موجودہ دور میں کن اسباب وعوامل اور کن خاص حالات کے نتیجے میں اس خیال کو رواجِ عام حاصل کرنے کا موقعہ ملا کہ مذہب خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے، دنیا کے معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں، اس کی کسی قدر تفصیل اس سے قبل پیش کی جا چکی ہے[1] دیکھنا ہے کہ مذاہب کی نمائندہ کتابیں اس کا کس حد تک ساتھ دیتی ہیں۔ اور ان کی داخلی شہادت اسے کہاں تک حق بجانب قرار دیتی ہے۔ مذاہب عالم کی فہرست بہت طویل ہے اس لیے ہم اپنے کو صرف چار بڑے مذاہب تک محدود رکھتے ہوئے مذہب کے سلسلے میں اس رائج الوقت تصور کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ یعنی ہندومت، یہودیت، بدھ مت اور عیسائیت۔

ہندومت

ہندومت کی بنیاد ویدوں پر ہے جن کے قانونی حصے کی تشریح سمرتیاں کرتی ہیں جس طرح کہ ان کے فلسفیانہ پہلوؤں کی وضاحت اپنشدوں سے ہوتی ہے۔ ان سمرتیوں میں سب سے اہم اور مستند سمرتی منو کی ہے جس کے ذریعہ ہی بڑی حد تک اس مذہب کا تفصیلی خاکہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ منوسمرتی کی صرف فہرست الواب ہی پر ایک نظر ڈال کر مذہب کے سلسلے میں

---

[1] دیکھیے جائیں ہمارے مضامین مطبوعہ —— تحقیقات اپریل وجولائی ۸۳ء اور جنوری ۸۴ء

مذکورہ محدود تصور کی غلطی کو بآسانی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے اندر ہمیں پیدائشِ عالم، عبادت، کفارہ اور آواگون (نتیجۂ اعمالِ نیک و بد) کے پہلو بہ پہلو تعلیم، شادی بیاہ (وولہ گرستھ کا دھرم) معاش، اخلاق، سربراہ مملکت کی ذمہ داریاں اور اس کے فرائض (راجاؤں کا دھرم) عدالت ــ قانون دیوانی و فوجداری نیز پیشۂ تجارت و خدمت وغیرہ کے ابواب بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اور اس کے کل ۱۲ ابواب میں یہی موضوعات ہمیں چھائے ہوئے نظر آتے ہیں[1]۔ منوسمرتی پر اس پہلو سے تو یقیناً تنقید ہونی چاہئے کہ اس کا دیا ہوا قانونی نظام قدم قدم پر بے اعتدالی کا شکار نظر آتا ہے[2]۔ جس کی سب سے نمایاں مثال اس کا طبقاتی امتیاز (ورن آشرم) کا فلسفہ ہے۔ جس کی رو سے بعض انسانی طبقات کو نسلی اعتبار سے افضل اور دوسروں کو پیدائشی طور پر اسفل قرار دے کر انتہائی بے رحمی کے ساتھ زندگی کے تمام دائروں میں انھیں ظلم و ستم کی چکی میں پسنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے[3]۔ ان پہلوؤں سے ہندو مت کی نمائندہ اس کتاب پر جتنی تنقید کی جائے کم ہے اور حق یہ ہے کہ آج اگر انسانیت کو ظلم و جبر کے آہنی پنجوں سے نجات دلانی ہے تو یہ خدمت انجام دینی پڑے گی اور لازماً انجام دی جانی چاہئے۔ لیکن اس کے باوجود اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ جو قانونی نظام اور زندگی کے تقریباً تمام اہم معاملات و مسائل کے سلسلے میں تفصیلی دفعات ہمیں اس کتاب میں ملتی ہیں عام طور پر مذاہب کی نمائندہ کتابیں اس سے خالی ہیں۔ جو اس حقیقت کا کھلا اظہار ہے کہ مذہب کو انسان کی پرائیویٹ زندگی تک محدود کرنا اور اسے محض خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ قرار دینا ایسا دعویٰ ہے جس

---

[1] ہمارے پیشِ نظر منوسمرتی کا لالہ سوامی دیال صاحب کا ترجمہ ہے جو اصل سنسکرت متن کے ساتھ مطبع نول کشور کانپور سے دوسری بار شائع ہوا ہے۔ [2] مثال کے طور پر باپ کے مرنے کے بعد اس کی تمام دولت کا مالک منو بڑے بیٹے کو قرار دیتا ہے اور بقیہ تمام بھائیوں کو اس کا دست نگر قرار دیتا اور اسے ان کے اوپر غیر معمولی اختیار عطا کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ادھیائے ۹: ۱۰۵ تا ۱۰۸) وغیرہ بے شمار دوسرے احکام۔ [3] اس کے ایک مختصر سے جائزے کے لئے ملاحظہ ہو: ابوالاعلیٰ مودودیؒ، الجہاد فی الاسلام صفحات ۳۶۵ تا ۳۸۰ نیز خاکسار کا مضمون "انسانی مساوات اور مذاہبِ عالم" میں ہندو مت کی بحث، مطبوعہ سہ ماہی تحقیقات اسلامی، اکتوبر ۸۳ء

کے پیچھے کوئی دلیل نہیں۔ مذہب کی داخلی شہادت اس کے برعکس ہے اور وہ صاف لفظوں میں اس کی تردید کرتا ہے۔

یہودیت[1]

ہندومت کے بعد دوسرا اہم قدیم مذہب یہودیت ہے، جس کی نمائندہ 'کتاب مقدس' آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ صرف اس کے 'کتاب خروج' کے اس 'مجموعۂ احکام' پر، جو حضرت موسیٰؑ کو کوہِ سینا پر عطا کئے گئے اور جن سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرنے کی انھیں تلقین کی گئی، ایک نظر ڈالنے ہی سے اس خیال کی غلطی بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مذہب انسان کی پرائیویٹ زندگی کا معاملہ ہے، دنیا کے معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ اس لئے کہ یہاں ہمیں توحید باری تعالیٰ اور شرک سے اجتناب کے ساتھ ہی انسان کی تمدنی اور اجتماعی زندگی سے متعلق یہ اہم ہدایات ملتی ہیں:

> "تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔ تو خون نہ کرنا۔ تو زنا نہ کرنا۔ تو چوری نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے گھر کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا۔" (باب ۲۰: ۱۲–۱۷)[2]

---

[1] واضح رہے کہ اس مقام پر 'یہودیت' سے ہماری مراد جیسی کچھ کہ وہ اپنے پیرووں کے نزدیک اور کتاب مقدس میں موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس نام سے کوئی مذہب الگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہمیشہ صرف ایک دین 'اسلام' آیا ہے۔ اس کی بگڑی ہوئی بہت سی شکلوں میں ایک صورت یہ 'یہودیت' بھی ہے۔

[2] اس مقام پر ہمیں قرآن کی سورۂ اسراء کی آیات (۲۳ تا ۳۸) یاد آتی ہیں جن میں یہی باتیں اپنی تکمیلی صورت میں بیان کی گئی ہیں وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ...... كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا

آگے اس اجمال کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ مذہب کے محدود تصور کی غلطی کو مزید بے نقاب کرنے والی ہے۔ اس لئے کہ اس میں دیوانی وفوجداری قانون کی انتہائی اہم دفعات، جزئیات کی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

اس پورے حصے کا نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا، اس کا صرف ایک منتخب حصہ پیش کیا جاتا ہے۔ دیوانی قانون کی یہ تفصیل کسی تفصیلی مسودۂ قانون ہی میں مل سکتی ہے کہ :۔

"اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرالے اور اسے ذبح کردے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے پانچ بھیڑیں بھرے۔ اگر چور سیندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مرجائے تو اس کے خون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر سورج نکل چکے تو اس کا خون جرم ہوگا بلکہ اسے نقصان بھرنا پڑے گا اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لئے بیچا جائے گا۔ اگر چوری کا مال اس کے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا یا بھیڑ تو وہ اس کا دونا بھردے۔ اگر کوئی آدمی کسی کھیت یا تاکستان کو کھلوادے اور اپنے جانور کو چھوڑ دے کہ وہ دوسرے کے کھیت کو چرلے تو اپنے کھیت یا تاکستان کی اچھی سے اچھی پیداوار میں سے اس کا معاوضہ دے۔ اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں لگ جائے اور اناج کے ڈھیر یا کھڑی فصل یا کھیت کو جلا کر بھسم کردے تو جس نے آگ جلائی ہو وہ ضرور معاوضہ دے"۔

(باب ۲۲: ۱ ـــ ۶)

رشتۂ نکاح سے باہر جنسی تعلق دیوانی قانون کی اہم ترین دفعہ ہے۔ عہدنامۂ قدیم اس کے سلسلے میں یہ ہدایت دیتا ہے:

"اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ ضروری ہی اسے مہر دے کر اس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اس لڑکی کو اسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اسے نقدی دے"۔ (کتاب خروج باب ۲۲: ۱۶ــ۱۷)

نیز یہ کہ :۔

جو کوئی کسی جانور سے مباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے (ایضاً: ۱۹)

مذہب اگر انسان کی پرائیویٹ زندگی کا معاملہ ہے تو عدالت وہ آخری جگہ ہو سکتی ہے جس سے اسے کچھ سروکار ہو چنانچہ کتاب مقدس اس کے سلسلے میں انتہائی اہم ہدایات فراہم کرتی ہے :۔

"تو جھوٹی بات نہ پھیلانا اور ناراست گواہ ہونے کے لئے شریروں کا ساتھ نہ دینا۔ برائی کرنے کے لئے کسی بھیڑ کی پیروی نہ کرنا اور نہ کسی مقدمہ میں انصاف کا خون کرانے کے لئے بھیڑ کا منہ دیکھ کر کچھ کہنا۔ اور نہ مقدمہ میں کنگال کی طرف داری کرنا۔"

(ایضاً باب: ۲۳: ۱-۳)

مزید براں :

"تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمہ میں انصاف کا خون نہ کرنا ——— جھوٹے معاملہ سے دور رہنا اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا کیوں کہ میں شریر کو راست نہ ٹھہراؤں گا۔ تو رشوت نہ لینا کیوں کہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔ اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیوں کہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اس لئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔" (ایضاً: ۶-۹)

یہ تو تھی ایک جھلک کتاب مقدس کے دیوانی قانون کی اب ذرا ایک نظر اس کے فوجداری نظام پر بھی ڈالیں جسے اسی طرح تفصیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ طوالت سے بچتے ہوئے ہم اس کی صرف چند اہم دفعات پیش کرتے ہیں :۔

"اگر کوئی کسی آدمی کو ایسا مارے کہ وہ مر جائے تو وہ قطعی جان سے مارا جائے، پر اگر وہ شخص گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو بلکہ خدا ہی نے اسے اس کے حوالے کر دیا ہو تو میں ایسے حال میں ایک جگہ بتا دوں گا جہاں وہ بھاگ جائے۔ اور اگر کوئی دیدہ و دانستہ اپنے ہمسایہ پر چڑھ آئے تاکہ اسے مکر سے مار ڈالے تو تو اسے میری قربان گاہ سے جدا کر دینا تاکہ وہ مارا جائے۔ اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔" (کتاب خروج : باب ۲۱ : ۱۲-۱۵)

اس تفصیل کے ساتھ کہ :۔

"اور اگر دو شخص جھگڑیں اور ایک دوسرے کو پتھر یا مکا مارے اور وہ مرے نہیں تو بستر پر پڑا رہے۔ تو جب وہ اٹھ کر اپنی لاٹھی کے سہارے باہر چلنے پھرنے لگے تب وہ جس نے مارا تھا بری ہو جائے اور فقط اس کا ہرجانہ بھر دے اور اس کا پورا علاج کرا دے۔"

"اور اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھی سے ایسا مارے کہ وہ اس کے ہاتھ سے مر جائے تو اسے ضرور سزا دی جائے۔ لیکن اگر وہ ایک دو دن جیتا رہے تو آقا کو سزا نہ دی جائے، اس لئے کہ وہ غلام اس کا مال ہے۔"

"اگر لوگ آپس میں مار پیٹ کریں اور کسی حاملہ کو ایسی چوٹ پہنچائیں کہ اسے اسقاط ہو جائے پر اور کوئی نقصان نہ ہو تو اس سے جتنا جرمانہ اس کا شوہر تجویز کرے لیا جائے اور وہ جس طرح قاضی فیصلہ کریں جرمانہ بھر دے۔ لیکن اگر نقصان ہو جائے تو تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔"[1]

(ایضاً: ۱۸—۲۵)

اس قانون کی تفصیلی نوعیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ انسانوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں سے آگے ان کے جانوروں سے ہونے والے جانی و مالی نقصانات کی بھی وہ پوری تفصیل پیش کرتا ہے :۔

---

[1] قصاص و دیت کا یہی قانون ہے جسے قرآن نے توراۃ کے حوالہ سے اپنے ہاں تسلیم کر لیا ہے وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ.. الآیہ (مائدہ ۴۵) اس تاکید کے ساتھ کہ جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

"اگر بیل کسی مرد یا عورت کو ایسا سینگ مارے کہ وہ مر جائے تو وہ بیل ضرور سنگسار کیا جائے اور اس کا گوشت کھایا نہ جائے لیکن بیل کا مالک بے گناہ ٹھہرے۔ پر اگر اس بیل کے پہلے سے سینگ مارنے کی عادت تھی اور اس کے مالک کو بتا بھی دیا گیا تھا تو بھی اس نے اسے باندھ کر نہیں رکھا اور اس نے کسی مرد یا عورت کو مار دیا ہو تو بیل سنگسار کیا جائے اور اس کا مالک بھی مارا جائے۔ اور اگر اس سے خوں بہا مانگا جائے تو اسے اپنی جان کے فدیہ میں جتنا اس کے لئے ٹھہرایا جائے اتنا ہی دینا پڑے گا۔ خواہ اس نے کسی کے بیٹے کو مارا ہو یا بیٹی کو اسی حکم کے موافق اس کے ساتھ عمل کیا جائے۔ مگر کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ سے مارے تو مالک اس غلام یا لونڈی کے مالک کو تیس مثقال روپے دے اور بیل سنگسار کیا جائے۔" (ایضاً: ۲۸-۳۲)

علاوہ ازیں:

"اور اگر کسی کا بیل دوسرے کے بیل کو ایسی چوٹ پہنچائے کہ وہ مر جائے تو وہ جیتے بیل کو بیچیں اور اس کا دام آدھا آدھا آپس میں بانٹ لیں اور اس مرے ہوئے بیل کو بھی ایسے ہی بانٹ لیں۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ اس بیل کی پہلے سے سینگ مارنے کی عادت تھی اور اس کے مالک نے اسے باندھ کر نہیں رکھا تو اسے قطعی بیل کے بدلے بیل دینا ہوگا اور وہ مرا ہوا جانور اس کا ہوگا۔" (ایضاً: ۳۵-۳۶)

کتاب مقدس کی ان تفصیلات کو دیکھتے ہوئے اس دعوی میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا کہ مذہب صرف خدا اور بندے کے درمیان کا ایک معاملہ ہے، معاملات دنیا سے اسے کوئی سروکار نہیں ان قوانین کے سلسلے میں یہ تو بے شک کہا جا سکتا ہے کہ وہ ناکافی ہیں یا یہ کہ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں[1]۔ اپنی واقعی کمیوں سے قطع نظر یہ کتاب زمانہ کی دست برد اور انسانی تحریفات

---

[1] مثال کے طور پر کتاب مقدس کا مذکورہ بالا یہ قانون کہ "اگر بیل کسی مرد یا عورت کو مار کر ہلاک کر دے تو وہ سنگسار کیا جائے"، الخ جبکہ ایک 'جانور' کو جو غیر مکلف ہے اس سخت سزا کا مستحق قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا" (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کی جیسی کچھ ستم خوردہ ہے اس کے ہوتے ہوئے اس پر چنداں تعجب کی ضرورت بھی نہیں۔ لیکن بہرحال اس کے صفحات سے مذہب کا جو تصور ہمارے سامنے آتا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جس کا آج ہمیں ہر سمت چرچا سنائی دیتا ہے۔ کتاب مقدس کے اوراق سے ابھرنے والا مذہب خدا اور بندے تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے وسیع دائروں کا احاطہ کرتا ہے اور ان کے سلسلے میں کافی تفصیلی ہدایات فراہم کرتا ہے۔ یوں بھی یہ کتاب اپنے لئے بار بار آئین اور شریعت کے الفاظ استعمال کرتی ہے۔ (خروج: باب ۱۵: ۲۵-۲۶ نیز: باب: ۱۶: ۴)

مسیحیت[۱]

تاریخی اعتبار سے اگرچہ مسیحیت بدھ مت سے مؤخر ہے لیکن ہماری اس گفتگو میں اس کا ذکر یہودیت کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مسیحی شریعت اصلاً شریعت موسوی کا تکملہ اور اس کا تتمہ ہے۔ آج بھی 'عہد نامہ' جدید پر ایک نظر ڈال کر اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہودیت کی طرح مسیحیت کی نمائندہ یہ کتاب مقدس بھی انسانی تحریفات اور دستبرد زمانہ سے اپنے کو بچانے میں کامیاب نہ ہو سکی اور بڑی حد تک اسی کی وجہ سے اس کے اندر بہت سی کمیاں اور بے اعتدالیاں پیدا ہو گئیں جن کا اس سے پہلے کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیا جا چکا ہے۔

(گذشتہ حاشیہ) یا مثلاً یہ بات کہ "اگر ایک مرد کسی کنواری کو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ اسے مہر دے کر اس سے شادی کر لے اور باپ کی عدم رضامندی کی صورت میں اسے صرف کنواریوں کے مہر کے موافق نقدی دینا کافی ہو" جس کے سلسلے میں خاص طور پر ہمارا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ 'تورات' میں ذکر کردہ زنا کی سزا میں تحریف ہے۔ دوسرے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے جرم پر کوڑے لگانے اور سنگسار کئے جانے کا قانون تورات میں موجود تھا اور یہودی علماء اس سے آشنا ہونے کے باوجود قوم کی بگڑی ہوئی حالت کے پیش نظر اسے چھپاتے پھرتے تھے۔ اسلام کے ذخیرۂ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ [۱] اس عنوان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس نام سے خدا تعالیٰ نے الگ سے کوئی مذہب نازل فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ صرف ایک دین 'دین اسلام' دنیا میں آیا ہے۔ یہودیت کی طرح اسی 'دین اسلام' کی ایک بگڑی ہوئی صورت 'مسیحیت' بھی ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لیکن اس کے باوجود عہد نامہ جدید میں انسان کے اجتماعی معاملات سے متعلق ہمیں ایسی بہت سی تعلیمات ملتی ہیں جو مذہب کے اس رائج الوقت تصور کو مسترد قرار دینے کے لئے کافی ہیں کہ وہ صرف خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے، معاملاتِ دنیا سے اسے کچھ سروکار نہیں۔

اس سلسلے میں اہم ترین بات حضرت مسیحؑ کا یہ اعلان ہے کہ میں موسوی شریعت کو ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ اسے مکمل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آں جناب ایک خطبے میں اپنے شاگردوں سے انتہائی پرجوش الفاظ میں کہتے ہیں:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔" (متی باب ۵: ۱۷-۱۸)

ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

"آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطہ کے مٹ جانے سے آسان ہے۔" (لوقا باب ۱۶: ۱۷)

معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ سلسلۂ نبوت کی دوسری کڑیوں پر ایمان و تصدیق کے علاوہ خاص طور پر شریعت موسوی کو زندہ کرنے کے لئے قوم بنی اسرائیل میں مبعوث کئے گئے تھے۔ جس کا مطلب ہے کہ آں جناب کسی محدود شریعت کے علمبردار نہ تھے بلکہ توراۃ سے مل کر اس کا دائرہ وسیع معاملاتِ زندگی کو محیط تھا۔

لیکن اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے انجیل کو توراۃ سے الگ کر لیں، جب بھی ہمیں اس میں وہ بے شمار احکامات و تعلیمات ملتی ہیں جو محدود تصورِ مذہب کی تردید کے لئے کافی ہیں اور اس حقیقت کی مؤید کہ مذہب کبھی خدا اور بندے تک محدود نہیں رہا۔ اس کا موضوع ہمیشہ وسیع تر دائرہ زندگی رہا ہے

(گذشتہ حاشیہ) ہماری گفتگو اسی 'مسیحیت' سے ہے جیسی کچھ کہ وہ 'کتاب مقدس' اور اپنے کروڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے پیرووں کے ہاں پائی جاتی ہے۔

اوراس کے لئے وہ کسی انقطاع کے بغیر احکام وضوابط فراہم کرتا رہا ہے۔ مسیح ناصری کی ان ہدایات کی وسعت وجامعیت کا انکار کون کرسکتا ہے؟

"یہ کہ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ (متی باب۱۹: ۱۸-۱۹)[1]

اگر مذہب صرف خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے تو انسانوں کے مسائل سے اسے کچھ سروکار نہ ہونا چاہئے جبکہ عہدنامۂ جدید بیک وقت خدا اور بندگانِ خدا کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے:۔

"ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے اس سے پوچھا۔ اے استاد! توریت میں کون سا حکم بڑا ہے؟۔ اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔" (متی باب ۲۲: ۳۵ — ۴۰)[2]

یہی نہیں بلکہ حضرت مسیحؑ سخت ترین لفظوں میں قوم یہود کی اس روایتی دینداری پر تنقید کرتے ہیں جس کے اندر ظاہری طور پر انھیں خدا کے حقوق کا بڑا خیال تھا لیکن بندگان خدا کے حقوق کو وہ یکسر بھلا بیٹھے تھے۔ روایتی دینداری کے چھوٹے چھوٹے مظاہر کا تو انھیں بڑا پاس تھا لیکن حقیقی دینداری کے وسیع تر تقاضوں سے وہ بالکل غافل تھے۔ قوم کی اس حالت زار پر جناب یسوعؑ کے ماتم کا ذکر اس سے قبل ہوچکا ہے کہ:

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہو تمہیں زیادہ سزا ہوگی۔"

(متی باب ۲۳: ۱۴)

---

[1] نیز ملاحظہ ہو: مرقس باب ۱۰: ۱۹، لوقا باب ۱۸: ۲۰ [2] مزید دیکھئے: مرقس باب ۱۲: ۲۸- ۳۱- لوقا باب ۱۰: ۲۵ — ۲۷

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پودینہ اور سونف اور زیرہ پر تو دہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو۔"

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کر تاکہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔"
(ایضاً: ۲۴-۲۶)

ایک دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

"فقیہوں سے خبردار رہو جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنا اور بازاروں میں سلام۔ اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی چاہتے ہیں۔ اور بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں۔ ان ہی کو زیادہ سزا ملے گی۔" (مرقس باب ۱۲: ۳۸-۴۰)[1]

معاشرتی نظام کی اہم ترین دفعات کے سلسلے میں بھی تفصیلی ہدایات ہمیں عہدنامہ جدید میں ملتی ہیں:۔

"اور فریسیوں نے پاس آکر اسے آزمانے کے لئے اس سے پوچھا کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ اس نے ان سے جواب میں کہا کہ موسیٰؑ نے تم کو کیا حکم دیا ہے۔ انھوں نے کہا موسیٰؑ نے تو اجازت دی ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں۔ مگر یسوع نے ان سے کہا کہ اس نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تمہارے لئے یہ حکم لکھا تھا۔ لیکن خلقت کے شروع سے اس نے انھیں مرد اور عورت بنایا۔ اس لئے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا

---

[1] نیز ملاحظہ ہو: لوقا باب ۱۱: ۴۲-۴۴

اور وہ اور اس کی بیوی دونوں ایک جسم ہوں گے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اسے جدا نہ کرے۔ اور گھر میں شاگردوں نے اس سے اس کی بابت پھر پوچھا۔ اس نے ان سے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ اس پہلی کے برخلاف زنا کرتا ہے اور اگر عورت اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے۔"

(مرقس باب ۱۰ : ۲-۱۲)[1]

محصول لینے میں ظلم و زیادتی سے پرہیز اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو شدت سے ملحوظ رکھنے کو خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ کیوں کر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں مسیح کی یہ تعلیم پڑھنے کو ملتی ہے:۔

"اور محصول لینے والے بھی بپتسمہ لینے کو آئے اور اس سے پوچھا کہ اے استاد ہم کیا کریں؟ اس نے ان سے کہا جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ اور سپاہیوں نے بھی اس سے پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ اس نے ان سے کہا نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ کسی سے ناحق کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔"

(لوقا باب ۳:۱۲-۱۴)

اس سے بھی آگے ایک مقام پر وہ اپنے کو غریبوں کا نجات دہندہ اور کچلے ہوؤں کی آزادی کا نقیب بتلاتے ہیں!

"خداوند کا روح مجھ پر ہے اس لئے کہ اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کراؤں۔ (ایضاً باب ۴ : ۱۸)

یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے موقعہ پر وہ صاف صاف لفظوں میں اپنے شاگردوں کو آسمان کی طرح زمین میں بھی خدا کی بادشاہی کے قیام کی دعا کی تلقین کرتے ہیں۔

---

[1] نیز دیکھئے متی باب ۵ : ۳۱-۳۲ - لوقا باب ۱۶ : ۱۷-۱۸

"پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہی آئے تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔" (متی باب ۶: ۹ — ۱۰)

عہد نامۂ جدید کی معاملات زندگی سے متعلق ان وسیع تعلیمات کو دیکھتے ہوئے کسی حق پسند کے لئے یہ کہنا روا نہیں ہوسکتا کہ مذہب خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے، معاملاتِ دنیا سے اس کا کچھ سروکار نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عہد نامۂ قدیم کی طرح کی ان احکام و ہدایات کے سلسلے میں بھی افراط و تفریط کی نشاندہی کی جاسکتی ہے اور شکایت بھی بالکل بجا قرار پاسکتی ہے کہ ان کی بنیاد پر کسی صحت مند اور مبنی برانصاف معاشرہ کی تشکیل نہیں ہوسکتی۔ اپنی واقعی کمیوں سے قطع نظر زمانے کی گردشوں اور اپنے پیرووں کی ستم رانیوں کے نتیجے میں ان کے متعلق یہ کہنا تو بیشک صحیح ہے لیکن یہ کہنے کی بہر حال گنجائش نہیں ہوسکتی ہے کہ 'مذہب کا معاملاتِ دنیا سے کچھ تعلق نہیں اس کا دائرہ صرف خدا اور بندے تک محدود ہے'۔

بودھ مت

بودھ مت پر 'ترکِ دنیا' اور 'معاملاتِ زندگی' سے فرار کی چھاپ کتنی گہری ہے، اس سے ہر شخص واقف ہے۔ بودھ کا بنیادی فلسفہ ہی یہ ہے کہ زندگی سرتاپا 'مصیبت' اور 'الم' ہے۔ اور اس کی تمام تر وجہ انسان کی خواہشات اور اس کے مادّی علائق ہیں۔ اس سے نجات کی بس ایک ہی صورت ہے کہ آدمی 'عدم محض' کی راہ اپنا لے اور مادّی علائق اور لذات دنیوی سے اپنے کو یکسر منقطع کرلے اسی کا نام 'نروان' ہے جو بدھ مت کا نقطۂ کمال اور اس کا منتہائے مقصود ہے۔ لیکن حد ہے کہ اس 'نروان' کے حصول کے لئے بدھ جو راستہ تجویز کرتا اور جس طریقِ ہشتگانہ کی تلقین کرتا ہے اس کی روشنی میں بھی یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ مذہب 'صرف خدا اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے معاملاتِ دنیا سے اسے کچھ سروکار نہیں'۔ اس لئے کہ اس طریقِ ہشتگانہ کے اندر ہیں:۔

۱۔ صحیح عقیدہ ۲۔ صحیح ارادہ ۳۔ صحیح حافظہ اور ۴۔ صحیح تخیل کے علاوہ ۵۔ صحیح گفتار یعنی بدزبانی، یاوہ گوئی، غیبت اور جھوٹ سے احتراز ۶۔ صحیح چلن، یعنی بدکاری، قتلِ نفس

اور خیانت سے اجتناب ۷۔ صحیح معیشت یعنی جائز طریقہ سے روزی حاصل کرنا اور ۸۔ صحیح کوشش یعنی دھرم کے احکام کے مطابق عمل کرنا[۱]، جیسے وہ احکام بھی ملتے ہیں جن کا تعلق وسیع تر مسائل و معاملاتِ زندگی سے ہے۔ اس طریق ہشتگانہ کو عملی شکل میں لانے کے لئے بودھ نے دس اخلاقی احکام دیئے ہیں جن میں پانچ موکد ہیں اور پانچ غیر موکد ان کے اندر بھی ہمیں یہی وسعت نظر آتی ہے۔ اس لئے کہ یہاں:

۱۔ مقررہ وقت کے سوا کھانا نہ کھاؤ ۲۔ کھیل تماشے اور گانے بجانے سے پرہیز کرو۔ ۳۔ پھول، عطر وغیرہ سے پرہیز کرو ۴۔ اچھے اور نرم بستر پر سونے سے پرہیز کرو اور ۵۔ سونا چاندی اپنے پاس نہ رکھو، ان تعلیمات کے ساتھ جو ترکِ دنیا کا سبق سکھاتی ہیں، ہمیں وہ تعلیمات و ہدایات بھی ملتی ہیں جو اجتماعی زندگی کی اہم ترین دفعات پر مشتمل ہیں یعنی کہ:۔

۱۔ کسی کی جان نہ لو ۔ ۲۔ چوری نہ کرو ۳۔ زنا نہ کرو ۴۔ جھوٹ نہ بولو اور ۵۔ نشہ آور چیزیں نہ پیو[۲]

بودھ کے اس مجموعہ تعلیمات پر اس حیثیت سے تو یقیناً تنقید ہونی چاہئے کہ وہ زندگی سے فرار کا درس دیتی اور انفعالی ہیں اور کوئی معاشرہ ان پر عمل پیرا ہو کر امن و سکون سے ہمکنار اور عدل و انصاف کی آئینہ داری نہیں کر سکتا لیکن اس کی متعدد دفعات کے پیش نظر یہ خیال قابل قبول نہیں رہ جاتا کہ مذہب محض خدا اور بندے کے درمیان کا ایک معاملہ ہے، معاملات دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ آخر قتل نفس، چوری اور زنا کی ممانعت جیسی دیوانی اور فوجداری قانون کی انتہائی اہم دفعات کو صرف خدا اور بندے کا معاملہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے اسی مذہب کے ایک پیروکار اشوک نے انہی تعلیمات و ہدایات کے زیر اثر ایک وسیع الاطراف حکومت کا نظم سنبھالا جسے آج بھی ہند میں ایک یادگار عہد کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس حکومت کے مذہبی سربراہ کو خراج عقیدت وہ لوگ پیش کرتے ہیں جو مذہب کو انسان کی پرائیویٹ زندگی کا معاملہ قرار دیتے ہیں۔

---

[۱] ملاحظہ ہو الجہاد فی الاسلام / ۳۹۵، ۳۹۶ بحوالہ Warren, Budhism in Translations P.373

[۲] حوالہ مذکور صفحہ ۳۹۶ بحوالہ Vinya Texts Vol.1 P. 211